JIHĀT-UL-ISLĀM
Vol: 16, Issue: 01, Jul – Dec 2022

OPEN ACCESS
JIHĀT-UL-ISLĀM
pISSN: 1998-4472
eISSN: 2521-425X
www.jihat-ul-islam.com.pk

انتظامی امور میں خواتین کی تقرری اور عصر حاضر میں اس کی حدود و قیود: اسلامی تعلیمات کے تناظر میں

The appointment of women in administrative affairs and its limits and limitations in the contemporary era. In the context of Islamic teachings

Dr. Hafiz Faiz Rasool**
Assistant Professor, Dept. of Islamic Studies & Arabic,
Lahore Garrison University, Lahore.

Affan ul Haq **
Research Scholar, Department of Islamic Learning,
University of Karachi.

ABSTRACT

Islam is a complete code of life. It sets out the rights of everyone in the world. It is the distinction of Islam which has brought women out of the darkness of oppression and given them light of life. At the same time, it has defined the rights of women and made it an important part of society. Define its social, economic, political, cultural and moral rights by placing it in its natural place and status. Women can also provide advice in government affairs and other administrative matters while remaining within their jurisdiction. It is not the intention of Islam that it is haram and unlawful for a woman to take part in any activity other than housework. The research identified issues in which women can perform their duties.

Keywords: *Islam, women, society, social, economic, political, government*

تمہید

اسلام وہ واحد دین ہے جس نے دنیا میں رہنے والے ہر فرد کے حقوق مقرر کئے ہیں۔ انہیں میں سے ایک فرد عورت بھی ہے۔ اسلام نے عورت کو جو عزت اور شرف والا مقام و مرتبہ اور حقوق عطا فرمائے وہ قبل از اسلام اس صنف نازک کو حاصل نہ تھے۔ عرب کے جاہلی دور میں عورت کو حقوق ملنا تو دور کی بات اسے زندہ رہنے کا حق بھی حاصل نہ تھا۔ بچیوں کو پیدا ہوتے ہی شرم کے باعث زندہ در گور کر دیا جاتا تھا۔ یہ اسلام کا ہی امتیاز ہے جس نے عورت کو اس ظلم کی تاریکی سے نکال کر زندگی کی روشنی بخشی۔ اور اس کے ساتھ ساتھ عورتوں کے حقوق بھی متعین کر دیئے۔ اور اس کو معاشرے کا ایک اہم جز قرار دیا۔ اور

CC BY

ساتھ ساتھ اس کے معاشرتی، معاشی، سیاسی، تمدنی، اخلاقی حقوق متعین کر دیئے۔۔اسلام کا یہ منشاء نہیں ہے کہ عورت کے لئے گھریلو امور کی انجام دہی کے علاوہ دیگر سرگرمیوں میں حصہ لینا حرام اور ناجائز ہے بلکہ شرعی حدود اور پردہ کی پاسداری کرتے ہوئے وہ نہ صرف معاشی بلکہ سیاسی و سماجی جدوجہد میں بھی حصہ لے سکتی ہے۔

عہد نبوی اور عہد خلفاء راشدین میں خواتین اگرچہ اعلیٰ سیاسی منصب اور عہدے پر نظر نہیں آتی تھیں لیکن وہ حکومتی معاملات سے قطع تعلق نہیں رہتی تھیں۔ سیاسی سمجھ بوجھ کے ساتھ ساتھ وہ ضرورت کے وقت اسلامی ریاست کے تحفظ کے لئے جدوجہد بھی کرتی تھیں اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے قیمتی مشوروں اور آراء سے خدمات بھی انجام دیتی تھیں۔ سربراہ کے چناؤ، ریاستی معاملات میں شمولیت، مجلسِ شوریٰ کی نمائندگی، سیاسی مشیر، سفارتی حق میں بھی عہد نبوی اور خلفاء راشدین میں مختلف صحابیات کی مثالیں نظر آتی ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ جنگ جیسے نازک موقع پر بھی عہد نبوی میں خواتین کی شمولیت کی روایات ملتی ہیں۔ موجودہ دور میں جبکہ عالمی سطح پر خواتین کی شمولیت تقریباً تمام شعبوں میں ہو چکی ہے تو وقت کے تقاضے کو مد نظر رکھتے ہوئے مسلمان باپردہ خواتین بھی اس منصب میں اپنا قدم رکھ سکتی ہیں لیکن ساتھ ساتھ شریعت کی مقرر کی ہوئی حدود کو ملحوظِ خاطر رکھ کر پردے میں رہتے ہوئے سیاسی میدان میں داخل ہوں تاکہ آنے والے وقتوں میں بے دین اور لبرل عورتیں اس عہدے کا فائدہ اٹھا کر دین کو نقصان نہ پہنچائیں۔

مختلف شعبہ جات میں خواتین کی خدمات۔ اسوہ صحابیات کے تناظر میں

امور سیاست میں خواتین کی رائے

آپ ﷺ کی تعلیمات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلام نے خواتین کو سیاسی معاملات میں اپنی رائے یا مشورہ دینے کا حق دیا ہے۔ بلکہ ان کی رائے یا مشورہ کو آپ ﷺ نے اختیار بھی فرمایا ہے۔ جس کی مثال صلح حدیبیہ کا معاہدہ ہے۔ معاہدہ لکھنے کے بعد جس کی تمام شرائط مسلمانوں کے بظاہر خلاف تھیں۔ اور اس معاہدہ کی وجہ سے صحابہ کرام میں بے چینی کی کیفیت پیدا ہوئے ہوئی تھی۔ تو صلح کے بعد جب آپ ﷺ نے صحابہ کرام سے فرمایا: "**قوموا فانحروا ثم احلقوا**"[1] ترجمہ: اٹھو قربانی کرو اور حلق کراؤ۔ آپ ﷺ نے یہ جملہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا لیکن کوئی بھی قربانی کے لئے کھڑا نہیں ہوا۔ تو آپ ﷺ ام المؤمنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس تشریف لائے اور صورتحال بتائی۔ تو حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا:

> "**یانبی الله! اتحبذلک، اخرج ثم لاتکلم احد منهم کلمةحتی تنحربدنک، وتدعواحالقک، فیحلقک فقام فخرج فلم یکلم احد منهم کلمةحتی فعل ذلک، نحر بدنهودعاحالقه فحلقه، فلمارأواذلک قامو افنحروا، وجعلبعضهمیحلق بعض**"[2]

ترجمہ: اے اللہ کے نبی آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں؟ آپ جائیے کسی سے ایک لفظ نہیں فرمائیے۔ خود اپنی قربانی کیجئے اور حجام کو بلا کر اپنا حلق کرالیجئے۔ آپ ﷺ تشریف لائے، اور کسی سے کچھ بھی نہیں کہا

قربانی کی، حجام کو بلا کر حلق کرایا۔ جب صحابہ کرام نے دیکھا تو اٹھ کر قربانی کی، اور ایک دوسرے کا حلق کرنے لگے۔

مذکورہ واقعہ سے معلوم ہوا کہ آپ ﷺ کا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے مشورہ کرنا اس بات پر دال ہے کہ آدمی کو ایسے خواتین جو عقلمند اور دور اندیش ہوں یا حالات کی نزاکت کو سمجھتی ہوں ان سے مشورہ کرنے میں کوئی حرج نہیں بلکہ سنت سے ثابت ہے۔

انتظامی امور میں شمولیت

قرون اولیٰ پر اگر ہم نظر دوڑائیں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اسلامی معاشرے میں خواتین مختلف انتظامی امور میں بھی شامل رہتی تھیں۔ اور مختلف انتظامی امور کے عہدوں پر بھی فائز رہی ہیں۔ مثال کے طور پر شفاء بنت عبد اللہ عدویہ بڑی سمجھدار اور باصلاحیت خاتون تھیں۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے عہد خلافت میں ان کو بازار کا نگران مقرر کیا تھا۔ اور آپ رضی اللہ عنہ ان سے معاملات میں مشورہ کیا کرتے تھے اور ان کی رائے کو مقدم رکھتے تھے۔ "**وكان عمر يقدمها في الرأى، ويرضاها ويفضلها، وربما ولاها شيئا من امر السوق**"[3] اسی طرح ایک اور صحابیہ حضرت سمراء بنت نہیک اسدیہ رضی اللہ عنہا بہت زیادہ معمر خاتون تھیں اور انہوں نے آپ ﷺ کا زمانہ مبارک بھی پایا۔

> "**ادركت رسول الله ﷺ وعمرت ،وكانت تمر في الاسواق، وتأمر بالمعروف، وتنهى عن المنكر، وتضرب الناس، على ذلك بسوط كان معها**"[4]
>
> ترجمہ: حضرت سمراء بنت نہیک اسدیہ رضی اللہ عنہا نے حضور ﷺ کا زمانہ پایا اور کافی عمر رسیدہ تھیں۔ وہ جب بازار سے گزرا کرتیں تو لوگوں کو نیکی کا حکم کرتی تھیں اور برائی کے کاموں سے روکا کرتی تھیں۔ اور ان کے پاس ایک کوڑا ہوتا تھا جس سے ان لوگوں کو مارتی تھیں جو برے کاموں میں مشغول ہوتے تھے۔

عورتوں کو امان دینے کا حق

عورت کے ریاستی حقوق کے حوالے سے آپ ﷺ کی طرف سے اسے جو حقوق عطا ہوئے ہیں ان میں سے ایک حقِ امان بھی ہے۔ یعنی عورت کسی دوسرے کو جان کا امان بھی دے سکتی ہے۔ اور عہد اقدس میں اس کی بے شمار مثالیں پائی جاتی ہیں۔ آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے اپنے شوہر حضرت ابو العاص بن الربیع کو امان دی جسے آپ ﷺ نے برقرار رکھا۔[5] اسی طرح حضرت ام ہانی رضی اللہ عنہا نے اپنے دیوروں میں سے دو شخصوں کو امان دیا تو آپ ﷺ نے ان کے امان کو برقرار رکھا اور فرمایا: "**قد امنا من امنت**"[6] ترجمہ: جس کو تم نے امان دیا اس کو ہم نے بھی امان دیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

> "**ان المرأة تأخذ للقوم، يعني تجير على المسلمين**"[7]
>
> ترجمہ: عورت پوری قوم کے لئے امان دے سکتی ہے۔ یعنی مسلمانوں کی طرف سے امان دے سکتی ہے۔

عورت کے امان سے متعلق حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ:"**ان کانتالمرأةلتجير على المؤمنين فيجوز**"[8]ترجمہ: کہ اگر عورت نے مومنین پر کسی کو امن دے دی تو یہ جائزہ۔

ملٹری نرسنگ کا شعبہ

احادیث مبارکہ سے معلوم ہوتا ہے کہ "نرسنگ کا شعبہ "عہد رسالت میں زیادہ تر خواتین کے ذمہ تھا۔کیونکہ صحابیات عہد رسالت میں عسکری خدمات انجام دیتی تھیں ،غزوات میں شرکت کے دوران زخمیوں کی مرہم پٹی کا کام بھی کیا کرتی تھیں۔ذیل میں ہم عہد رسالت اور عصر حاضر کی نرسنگ کے حوالے سے ایک تحقیقی وتقابلی جائزہ پیش کرتے ہیں۔

نرسنگ کیا ہے؟

کیپٹن ریٹائر الفونسا جیکب(بی ایس سی نرسنگ، گورنمنٹ اسکول نرسنگ کیرالہ)نرسنگ کی تعریف اس طرح کرتی ہیں:

"She says, nursing had an independent origion. The first mother was the first nurse. Each motherin a home is basically doing many nursing functions knowingly or unknowingly. The nursing needs of the sick at home were met and continue to be met by the members of the family"[9]

ترجمہ:وہ کہتی ہیں، نرسنگ کی ایک خود مختاری تھی۔ پہلی ماں پہلی نرس تھی۔ ایک گھر میں ہر ماں بنیادی طور پر نرسنگ کے بہت سے کام جان بوجھ کر یا انجانے میں کرتی ہے۔ گھر میں بیماروں کی نرسنگ کی ضروریات پوری کی جاتی تھیں اور خاندان کے افراد اسے پورا کرتے رہتے ہیں۔"

نرسنگ کے متعلق پروفیسر پٹھان خان چانڈیو کہتے ہیں:

"It is science and art of preventingdiseas, prolonging life and promoting health and efficiency through organized efforts"[10]

ترجمہ: یہ منظم کوششوں کے ذریعے بیماریوں سے بچاؤ، زندگی کو طول دینے اور صحت اور کارکردگی کو فروغ دینے کا سائنس اور فن ہے"

عرب کے ماہر لسانیات منیر البعلبکی نرسنگ کے معنی بیان کرتے ہیں:

☆ ظئر، مرضعة، مربية☆ممرضة، ممرض☆۔يرضع او يرضع ☆۔يربى☆يغذوا،يغزز النمو[11]

اردو کی مختلف لغات میں اس کا ترجمہ اس طرح ملتا ہے:"پالنا، پرورش کرنا، دیکھ بھال کرنا، مریض کی نگہداشت کرنا"

عصر حاضر میں نرسنگ کی مختلف اقسام اور صحابیات:

آپ ﷺ کے دور میں صحابیات نے نرسنگ کے مختلف شعبہ جات میں متفرق خدمات انجام دیں۔

☆ میڈیکل نرسنگ (حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا، حضرت اسماء بنت عمیس رضی اللہ عنہا)

☆ سرجیکل نرسنگ (حضرت رفیدہ، حضرت فاطمہ، حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنھن)

- ☆ نفسیاتی نرسنگ (حضرت خدیجہ، حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھما)
- ☆ کمیونٹی ہیلتھ نرسنگ (حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا)
- ☆ مڈوائفری نرسنگ (حضرت ام ایمن، حضرت ثوبیہ رضی اللہ عنھما)
- ☆ ملٹری نرسنگ (حضرت ام عمارہ، حضرت فاطمہ، حضرت ام سلیم، حضرت عطیہ رضی اللہ عنھن)
- ☆ نرسنگ ایڈمنسٹریٹر، ریسرچ اینڈ ایجوکیٹر (حضرت رفیدہ اسلمیہ، حضرت شفاء عدویہ رضی اللہ عنھما)
- ☆ فارماکالوجیکل نرسنگ (حضرت اسماء بنت عمیس، حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنھما)
- ☆ پیڈیاٹرک نرسنگ (حضرت ام ایمن، حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنھما) [12]

موجودہ دور میں نرسنگ کے پیشہ کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ زنانہ ہسپتال میں مثلاً لیڈی ولنگٹن میں خواتین نرسنگ کے فرائض انجام دے رہی ہیں۔ ہمارے سامنے ہماری نامور صحابیات کی کئی مثالیں موجود ہیں جنہوں نے دوران جنگ زخمیوں کی مرہم پٹی کی اور ہر طرح سے تیمارداری بھی کی۔ مگر انہوں نے اپنی حدود کو ہاتھ سے نہ جانے دیا۔ عصر حاضر میں نرسنگ یونیفارم حیا اور اسلامی تعلیمات سے ٹکراتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اکثر مسلم خواتین اس لباس اور اس لباس کی بناء پر اس فیلڈ کو ہی پسند نہیں کرتیں۔ مناسب یہ ہے کہ مخلوط ہسپتالوں میں مردانہ وارڈ کے لئے کمپوڈرز ہوں اور زنانہ وارڈ کے لئے نرسوں کا تعین کیا جائے نیز باحیا لباس کو یونیفارم کا حصہ بنایا جائے تاکہ معاشرے میں عورتوں کا مقام باعزت اور باوقار رہے۔

مدینہ منورہ اور پہلا ہسپتال:

حضرت رفیدہ رضی اللہ عنہا بنو اسلم قبیلہ کی ایک برگزیدہ خاتون تھیں۔ انہیں جراحت (سرجری) کے فن میں مہارت حاصل تھی۔ انہوں نے مسجد نبوی میں ایک خیمہ کھڑا کیا ہوا تھا۔ مختلف غزوات اور سرایا میں جو صحابہ کرام زخمی ہو کر آتے تھے وہ اسی خیمہ میں ان کا علاج کرتی تھیں۔ اس خیمہ میں باقاعدہ انتہائی نگہداشت کے مریضوں کو بھی داخل کیا جاتا تھا۔ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ جو انصار مدینہ کے سب سے بڑے سردار اور جرنیل تھے۔ اور آپ ﷺ کے انتہائی محبوب، جانثار اور وفادار ساتھی تھی۔ یہ جب غزوہ خندق میں زخمی ہو کر آئے تو انہیں بھی اسی خیمہ میں داخل کیا گیا اور آپ ﷺ بذات خود ان کے علاج کی نگرانی فرمایا کرتے تھے۔ **"سعد بن معاذ لمااصابه بالخندق ،فقال رسول اللهﷺ اجعلوه فی خيمةرفيدةالتی فی المسجد حتی اعوده من قريب"**[13]

ایمبولینس کی سروس:

مشہور صحابیہ حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت کردہ حدیث میں ہے کہ:

"کنا نغزو مع النبی ﷺفنسقی القوم ونخدمهم ونردالجرحیٰ والقتلیٰ الی المدينة"[14]

ترجمہ: ہم آپ ﷺ کے ساتھ غزوات میں شریک ہوتے تھے ہم لوگوں کو پانی پلاتے تھے اور انکی خدمت کرتے اور زخمیوں اور شہداء کو مدینہ پہنچاتے تھے"۔

حدیث بالا کے الفاظ "**ونردالجرحی والقتلی الی المدینة** "کے الفاظ اس بات کی نشاندہی کررہے ہیں کہ عہد رسالت میں صحابیات زخمیوں اور شہداء کو میدان جنگ سے مدینہ منورہ پہنچانے کا فریضہ انجام دیا کرتی تھیں۔ گویا کہ اس زمانے میں ایمبولینس سروس بھی انہی کے پاس تھی۔ اس زمانہ میں چونکہ سواری اور باربرداری کا نظام خچروں، گدھوں، اونٹوں اور گھوڑوں پر ہی مشتمل تھا۔ تو ایمبولینس سروس بھی ایسی سواریوں کے ذریعے ہوتی ہوگی۔ عصر حاضر میں چونکہ سائنس کی بدولت جدید ترین گاڑیاں اور ہیلی کاپٹر کے ذریعے یہ فریضہ انجام دیا جاتا ہے۔ اور اقوام عالم میں خواتین بڑی کامیابی کے ساتھ اس شعبہ میں بھی فرائض سرانجام دے رہی ہیں تو مسلمان خواتین کے سامنے اسوہ صحابیات کی زندگی سے روشن مثالیں موجود ہیں۔

خیمہ کی سیکورٹی:

صحابیات کی سیرت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ غزوات کے دوران صحابیات نے خیمہ کی دیکھ بھال اور سیکورٹی کی ذمہ داری ادا کیا کرتی تھیں۔ حضرت ام عطیہ انصاریہ رضی اللہ عنہا کی روایت ہے وہ فرماتی ہیں کہ:

> **"غزوت مع رسول الله ﷺسبع غزوات اخلفهم فی رحالهم،فاصنع لهمالطعام،واداوی الجرحی،و اقوم علی المرضی"[15]**
>
> ترجمہ: میں آپ ﷺ کے ساتھ سات غزوات میں شریک رہی، میں غازیوں کی منزلوں میں ان کے پیچھے رہتی تھی ان کے لئے کھانا پکانے کا انتظام کرتی تھی، زخمیوں کی مرہم پٹی اور بیماروں کے علاج کا بندوبست کرتی تھی"۔

مذکورہ بالا روایت میں مذکور الفاظ "اخلفهم فی رحالهم" اس بات کی نشاندہی کررہے ہیں جب فوج لڑنے کے لئے جائے تو مجاہدین کے کیمپ کی دیکھ بھال سیکورٹی کی اہلیت رکھنے والی خواتین کے سپرد کی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں حضرت صفیہ کی عمدہ مثال ہمارے لئے نمونہ ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر تمام مجاہدین اسلام کفار کے مقابلہ میں صف بندی کرکے کھڑے تھے اور ایک محفوظ مقام پر سب عورتوں بچوں کو ایک پرانے قلعہ میں جمع کردیا گیا تھا اچانک ایک یہودی تلوار لے کر قلعہ کی دیوار پھاندتے ہوئے عورتوں کی طرف بڑھا اس موقع پر آپ ﷺ کی پھوپھی حضرت صفیہ تنہا اس یہودی پر تیزی کے ساتھ حملہ آور ہوئیں اور خیمہ کی ایک چوب نکال کر اس زور کے ساتھ اس یہودی کے سر پر ماری کہ اس کا سر پھٹ گیا اور وہ تلوار لیے ہوئے چکرا کر گرا اور مرگیا پھر اسی کی تلوار سے اس کا سر کاٹ کر باہر پھینک دیا یہ دیکھ کر جتنے یہودی عورتوں پر حملہ کرنے کے لیے قلعہ کے باہر کھڑے تھے بھاگ نکلے۔[16]

آج جب سیکورٹی کے لئے جدید ترین کیمرے اور دیگر جاسوسی دفاعی آلات بھی ایجاد ہوچکے ہیں۔ بم پروف کمروں میں بیٹھ کر سیکورٹی کے فرائض سرانجام دیئے جاسکتے ہیں۔ بلکہ دنیا بھر میں اس طرح کے فرائض سرانجام دیئے جارہے ہے اور خواتین اپنا

بھرپور کردار ادا کرہی ہیں تو مسلم خواتین کا اس شعبہ میں اسوہ صحابیات پر عمل پیرا ہونا یا انہیں اس خدمت کا موقع ملنا کوئی تعجب کی بات نہیں۔

سپاہیوں کے لئے کھانا پکانے کی ذمہ داری

کھانا انسان کی ایک بنیادی اور فطری ضرورت ہے۔ آپ ﷺ اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین اپنے پیٹ پر پتھر باندھنے والے لوگ تھے۔ عصر حاضر کے فوجیوں کی طرح مختلف انواع و اقسام کے کھانے ان کے دستر خوان پر نہیں ہوتے تھے۔ مختلف غزوات اور سرایا کے سفر کے دوران کھانے کے لئے اونٹ اور بکریاں ذبح ہوتی تھیں اور فوجیوں کے لئے کھانا پکتا تھا۔ حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا کی روایت میں بیان کردہ "فاصنع لهم الطعام" کے الفاظ اس بات پر شاھد ہیں کہ مجاہدین کے لئے کھانا پکانے کا کام بھی خواتین کے سپرد ہوا کرتا تھا۔ جب کہ آج جدید ٹیکنالوجی کی آمد کے باوجود مسلم ممالک کی افواج میں اس شعبہ کو خواتین کے لئے شجر ممنوعہ بنادیا گیا ہے۔ حالانکہ فوج میں خواتین بھی موجود ہیں لیکن ان کے لئے بھی کھانا مرد حضرات ہی تیار کرتے ہیں جبکہ اسوہ صحابیات کے تناظر میں خواتین یہ خدمات بہتر طور پر انجام دے سکتی ہیں اور مرد دوسرے میدانوں میں شجاعت و بہادری کا مظاہرہ بہتر طور پر کرسکتے ہیں۔

سپاہیوں کو پانی پلانے کی ذمہ داری

عہد رسالت میں عرب ریگزاروں میں کڑکتی دھوپ اور گرم ترین ریتلے اور پتھریلے میدانِ کارزار میں پانی کی مشکیں بھر بھر کر لانا، پھر پھٹ جانے والے مشکیزوں کو سینا اور پانی لاکر عین لڑائی کے میدان میں اس کی تقسیم کا عمل چشم تصور میں لاتے ہی انسان کے رونگٹھے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ مگر عہد رسالت میں یہ فریضہ بھی خواتین صحابیات کے سپرد رہا اور وہ بحسن خوبی اس فرض کو سرانجام دے کر رہتی دنیا تک کی خواتین کے لئے ایک بے مثال اسوہ چھوڑ گئیں۔ جیسا کہ ام المؤمنین حضرت عائشہ، اور حضرت ام سلیم رضی اللہ عنھما کے بارے میں آتا ہے کہ غزوہ احد کے موقع پر ان دونوں صحابیات نے مشکیزہ اپنی کمر پر لادا ہوا تھا اور زخمیوں کو پانی بھر بھر کر پلاتی تھیں اور جب پانی ختم ہو جاتا تھا تو پھر دوبارہ بھر کر لاتی تھیں۔[17] اس سے معلوم ہوا کہ آج بھی مسلم خواتین اسوہ صحابیات پر عمل پیرا ہوتے ہوئے جدید ذرائع وسائل کو اپنا کر اس شعبہ میں اپنی کارکردگی کا لوہا منوا سکتی ہیں۔

مجاہدین کی خدمت

حضرت ربیع بنت معوذ رضی اللہ عنہا کی روایت میں "ونخدمهم"[18] کے الفاظ بڑے جامع ہیں اس سے مراد وہ دیگر سروسز ہیں جو خواتین شریعت اسلامیہ کی حدود و قیود میں رہتے ہوئے مہیا کر سکتی ہیں۔ مثلاً عصر حاضر کے حوالے سے دیکھا جائے تو پہچان اور شناخت کے لئے ہر ملک کی فوج کی اپنی ایک وردی مقرر و متعین ہوتی ہے۔ جسے پہننا ہر ایک کے لئے ضروری ہوتا ہے۔ آج

کل کی خواتینِ اسلام کو صحابیات کی طرح چڑکہ کاٹنے کی ضرورت نہیں پڑتی مگر وہ فوجی وردیوں کی سلائی کڑھائی، اور دھلائی وغیرہ کی خدمات بخوبی سرانجام دے سکتی ہیں۔

مجاہدینِ اسلام کے اہل وعیال کی خبر گیری

دورِ حاضر میں اقوامِ عالم میں ترقی یافتہ اور متمدن ممالک کی حکومتیں اپنے فوجیوں کو مختلف ترغیبات وسہولیات مہیا کرتی ہیں تاکہ ان کی وفاداری مضبوط اور کارکردگی بہتر رہے۔ ان ترغیبات مین ان کے والدین اور اہل خانہ کے علاج ومعالجہ اور خبر گیری کی ذمہ داری کے لئے خصوصی محکمے قائم کئے جاتے ہیں جو محاذ جنگ پر برسرِ پیکار لوگوں کی سوشل ذمہ داریوں کو نبھاتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: **"من جهزغازيا فى سبيل الله فقد غزا ومن خلف غازيا فى سبيل الله بخيرفقد غزا"**[19] ترجمہ: جس نے اللہ کی راہ میں جانے والے غازی کو سامان جہاد فراہم کیا اس نے بھی جہاد کیا اور جس نے اس کے بعد اس غازی فی سبیل اللہ کے اہل وعیال کی خیر کے ساتھ نگرانی کی تو وہ بھی جہاد کے عمل میں شریک ہو گیا۔

اسی طرح عملی طور پر سرحدوں کی حفاظت پر مامور مجاہدین کے اہل خانہ کی عزت وناموس کی حفاظت سے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا:

> **"حرمة نساء المجاهدين على القاعدين كحرمةامهاتهم ومامن رجل من القاعدين يخلف رجلا من المجاهدين فيخونه فيهمالا وقف له يوم القيامةفياخذ من عمله ماشاءفماظنكم"**[20]
>
> ترجمہ: مجاہدین کی عورتوں کی حرمت پیچھے بیٹھنے والوں کے لئے بالکل ایسے ہیں جیسے ان کی حقیقی ماؤں کی حرمت ہے۔ پیچھے بیٹھنے والوں میں سے جو شخص کسی مجاہد کے اہل وعیال میں جانشین ٹھہرا اور پھر اس نے ان کے معاملہ میں مجاہد کے ساتھ کوئی بددیانتی اور خیانت کی تو قیامت والے دن اس خیانت کرنے والے مجاہد کے روبرو کھڑا کر دیا جائے گا اور وہ اس کے نیک اعمال میں سے جس قدر چاہے گا لے لے گا۔

اس سلسلے میں ممکنہ پیش آمدہ مفاسد ومسائل سے بچنے کے لئے خواتین کو ہی اس کام کا موقع دینا چاہئے اور اس طرح کے محکمہ جات میں خواتین کی ایک کثیر تعداد کی نمائندگی ضروری ہونی چاہئے جس کے بہت مثبت اثرات وثمرات برآمد ہوں گے۔

آپریشنل برانچز

حضرت ام عمارہ رضی اللہ عنہا غزوہ احد میں شریک رہیں۔ اور آپ ﷺ پر آنے والے وار کو اپنے ہاتھ سے روکتی رہیں۔ اور غزوہ خیبر، بیعت رضوان میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہی تھیں۔ اور فرماتی ہیں کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جنگ یمامہ جو کہ مسیلمہ کذاب کے خلاف لڑی گئی تھی۔ اس جنگ میں آپ جوانمردی کے ساتھ لڑی تھیں۔ اور بارہ زخم کھائے تھے۔ اور آپ کا ایک ہاتھ بھی کٹ گیا تھا۔[21] جنگ یرموک کے موقع پر حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کی پھوپھی زاد بہن سیدہ اسماء بنت یزید رضی اللہ عنہا کے بارے میں آتا ہے کہ یہ بھی بڑی جوانمردی سے لڑی تھیں اور نو رومیوں کو جہنم واصل کیا تھا۔ **"قتلت يوم اليرموک تسعة من الرومب عمودفسطاطها"**[22] اسی طرح جنگ احد میں جب

مسلمانوں کا لشکر بکھر گیا حضرت صفیہ اکیلی کفار پر نیزہ چلاتی رہیں یہاں تک کہ حضور ﷺ کو ان کی بے پناہ بہادری پر سخت تعجب ہوا اور آپ ﷺ نے ان کے فرزند زبیر سے فرمایا کہ اے زبیر! اپنی ماں اور میری پھوپھی کی بہادری تو دیکھو کہ بڑے بڑے بہادر بھاگ گئے مگر چٹان کی طرح کفار کے نرغے میں ڈٹی ہوئی اکیلی لڑ رہی ہیں۔[23]

خواتین کی تقرری کی اسلامی واخلاقی حدود قیود

عصر حاضر میں شرعی دائرہ کار میں رہتے ہوئے خواتین کی مختلف شعبہ جات میں وابستگی کو ایک اہم ترقی شمار کیا جاتا ہے۔ عصر حاضر میں مختلف شعبہ جات میں اگر خواتین شمولیت اختیار کرتی ہیں تو ان کے لئے مندرجہ ذیل شرعی حدود و قیود کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

1۔ دین ایمان پر ثابت قدمی

دین و ایمان کی سلامتی مسلمان خاتون کا ایک قیمتی سامان و سرمایہ اور اخروی نجات کا سبب ہے۔ اس کی قدر کرنا، دین کی تعلیمات پر دلی آمادگی اور خوشی کے ساتھ سعادت سمجھتے ہوئے عمل کرنا واجب ایمان میں سے ہے۔ ایسی جگہ جہاں رہ کر دینی شعائر پر چلنا ممکن نہ ہو اسے چھوڑنا مومن خواتین پر لازم ہے۔ اگر وہ ان شعبہ جات میں تقرری کے بدلے دین و ایمان کے ضیاع کا خطرہ محسوس کرے تو اسے اللہ کی رضا کے لئے اور دین سے محبت کے ثبوت کے طور پر اس کی کمائی سے دستبردار ہو جانا چاہئے۔

2۔ اخلاقی پاسداری

خواتین کی نسوانی قدر و قیمت کو اخلاق سے چمک نصیب ہوتی ہے۔ اسے اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ ان شعبہ جات میں تقرری سے قبل اس بات کی ضمانت حاصل کر لینی چاہئے کہ جس مقام پر اس نے کام کرنا وہاں اسکے اخلاقی اقدار کی پاسداری آسان اور ممکن ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: أَكْمَلُ الْمُؤْمِنِينَ إِيمَانًا أَحْسَنُهُمْ خُلُقًا[24] ترجمہ: تم میں سے کامل ایمان والا وہ ہے جو اخلاق کے لحاظ سے اچھا ہو۔ لہذا تقرری ایسی نہیں ہونی چاہئے کہ معاشرے میں اخلاقی زوال کا سبب بنے اور نہ وہ کسی ایسی خلاف شرع تجارت یا سرگرمیوں میں حصہ لے جو کہ اس کے مذہبی، اخلاقی برتری، اس کی عظمت اور اس کے اچھے کردار کو متاثر کرتی ہو۔

3۔ حجاب کا استعمال

قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے: "يُدْنِينَ عَلَيْهِنَّ مِن جَلَابِيبِهِنَّ"[25] ترجمہ: جب وہ کسی ضرورت سے گھر سے باہر نکلیں تو سر کے اوپر سے چادر لٹکالیا کریں "۔ دوسری جگہ ارشاد باری تعالی ہے: "وَقُل لِّلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ أَبْصَارِهِنَّ"[26] ترجمہ: مسلمان عورت کو چاہئے کہ وہ حتی الامکان اپنی نگاہ کی حفاظت کرے"۔ ان دونوں آیات سے معلوم ہوا کہ وہ مختلف شعبہ جات میں اگر تقرری ہو جائے تو کام کے اوقات میں حجاب کی پوری پابندی کرے اور کام کے دوران باوقار رویہ اختیار کرے۔

اور پردہ میں رہ کر اپنی عزت و عصمت و وقار کی حفاظت کا از خود اہتمام کرتے ہوئے بیرونی خانہ کاموں میں ہاتھ بٹائے تو کوئی حرج نہیں۔

4۔ آزادانہ اختلاط سے اجتناب

تقرری کے دوران خواتین کو اس بات کو بھی مد نظر رکھنا چاہئے کہ کام کے دوران کسی بھی مرد سے جہاں تک ممکن ہو تنہائی میں نہ ملے۔ کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ:

"لَا يَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِامْرَأَةٍ إِلَّا كَانَ ثالثهما الشَّيْطَان"[27]

ترجمہ: کہ کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار نہ کرے کیونکہ ان دونوں کے درمیان تیسرا شیطان ہوتا ہے۔

لہذا اس حدیث کے پیش نظر خواتین کو اس بات کا خصوصی خیال رکھنا چاہئے کام کے دوران اپنی عزت کی حفاظت کا خیال کرتے ہوئے تنہائی میں کسی بھی مرد کے ساتھ اختلاط نہ کرے۔

5۔ اظہار زینت کی ممانعت

خواتین کو اس بات کو بھی پیش نظر رکھنا چاہئے کہ وہ دوران کام زیب زینت کی آرائش سے بھی اپنے آپ کو بچائے۔ ارشاد ربانی ہے:"وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولٰى"[28] ترجمہ: اور قدیم جاہلیت کی طرح اپنے بناؤ کا اظہار نہ کرو۔

اسلام نے خواتین کو اس بات کا پابند رکھا ہے کہ بناؤ سنگھار اور زیب و زینت کا اظہار اپنے محرم تک محدود رکھے۔ اور اپنے شوہر کی خوشنودی کے لئے بناؤ سنگھار اختیار کرے۔ جیسا کہ آپ ﷺ سفر سے واپسی پر گھر میں پیغام بھجوا دیتے تا کہ بیویاں اپنے آپ کو سنوار لیں مگر غیر محرموں کے سامنے اصول "وَلَا يُبْدِينَ زِينَتَهُنَّ" ہونا چاہئے۔

عادل اصلاحی اپنی کتاب اسلامی طرز فکر میں لکھتے ہیں کہ:

> "بیرون خانہ ذمہ داریاں ادا کرتے ہوئے ایک خاتون کو اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ اس کا سراپا کیسا نظر آتا ہے خواتین کے لئے ایسے حالات بنائے جائیں کہ وہ اسلامی اقدار کو بر قرار رکھتے ہوئے کام کر سکیں۔ چنانچہ کسی ادارے کے سربراہ کو کسی مسلم سے یہ مطالبہ نہیں کرنا چاہئے کہ وہ لباس کے معاملہ میں اسلامی شعار پر عمل نہ کرے"۔[29]

6۔ شوہر کی اجازت

گھر سے باہر نکلنے کے لئے لازمی ہے کہ عورت کا شوہر اس بات پر راضی ہو۔ کیونکہ شوہر کی اطاعت و خدمت ازدواجی زندگی کی ضمانت کے علاوہ آخرت کی عظیم سعادت بھی ہے۔ عورت اس زعم میں ملازمت نہ کرے کہ وہ مرد کے برابر ٹھہرے بحیثیت انسان دونوں ہی اللہ کی نظر میں برابر ہیں لہذا مختلف شعبہ جات میں شمولیت مرد کی معاونت کے جذبے کے ساتھ اختیار کی جائے۔ نہ کہ مرد کو مجبور بنانے کے لئے۔ عورت بحیثیت بیوی ہو تو شوہر کی رضامندی شامل ہو اور اگر بیٹی ہو تو باپ کی رضامندی شامل ہو۔

7۔ گھریلو ذمہ داریوں کا احساس

عورت کی اصل ذمہ داری تو گھر سنبھالنا ہے اور بچوں کی پرورش اور تربیت کرنا ہے اگر اس کی تقرری کی وجہ سے اس کی اصل ذمہ داری ادا نہیں ہو پا رہی ہیں اور گھر کا سکون و انتظام خطرہ میں پڑ گیا ہے تو اس کی توجہ کا اصل مرکز گھر ہونا چاہئے۔اور اگر ملازمت کرنا اگر اس کی معاشی ضرورت ہے تو وہ کوئی ایسا کام کرلے جو وہ گھر بیٹھ کر انجام دے سکے۔

8۔ طبیعت کے خلاف پیشہ

اگر خواتین کسی شعبہ میں اپنی خدمات انجام دینا چاہ رہی ہیں تو انہیں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ وہ اپنے آپ کو کسی ایسے پیشے سے وابستہ نہ کریں اس کی طبیعت و مزاج اور جسمانی و نفسیاتی خصائص جوڑ نہ کھاتے ہوں۔اس طرح کے کام دو طرح کے ہیں۔ایک وہ جسے شریعت مطہرہ نے بالکلیہ ممنوع قرار دیا ہے۔جیسے عور کو امیر مقرر کرنا۔دوسرے وہ کام ہیں جسے علمائے امت اپنے اجتہاد سے طے کریں گے۔اس قسم میں وہ سخت کام آتے ہیں جو خواتین کے لئے سخت بوجھ والے ہوتے ہیں۔

9۔ میل جول میں سنجیدگی:

خواتین کو اس بات کا بھی خیال رکھنا چاہئے کہ جس جگہ وہ اپنے فرائض سرانجام دے رہی ہیں اگر وہاں پر مردوں کے ساتھ اختلاط ہو جاتا ہے۔یا ان کے ساتھ گفتگو کرنی کی ضرورت پیش آتی ہے تو اپنی باتوں اور گفتگو میں سنجیدگی کا رویہ اپنا کر رکھیں۔قرآن کریم میں ارشاد ربانی ہے:" **فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ**"[30]ترجمہ: تم گفتگو میں نزاکت مت اختیار کرو۔

10۔ مناسب تعلیم

خواتین کی مناسب تعلیم بھی ضروری ہے۔تاکہ اسلامی تربیت کے عمومی مقاصد کے علاوہ وہ بنیادی مقاصد کی تکمیل بھی کرسکے۔کسی مناسب پیشہ کی بوقت ضرورت خواہ یہ ضرورت انفرادی ہو یا اجتماعی تو اس مین صلاحیت ہو کہ وہ اس شعبہ میں اپنی خدمات بخوبی انجام دے سکے۔حضرت ابوبردہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

> **"ایما رجل کانت عنده ولیدة وَعَلَّمَهَا فأحسن تَعْلِيمَهَا، فأَدَّبَها فأحسن تَأْدِيبَها، ثم أَعْتَقَهَا و تزوجها؛ فله أجران"**[31]
>
> ترجمہ: جس شخص کی کوئی باندی ہو وہ اسے اچھی تعلیم وتربیت سے آراستہ کرے،اور اچھا ادب سکھائے پھر آزاد کرکے اس سے شادی کرلے تو اس کے لئے دوگنا اجر ہے۔

خلاصہ بحث

اسلامی نظام زندگی کے اندر فرد کی اہمیت کو واضح طور پر بیان فرمایا گیا ہے۔انسانی زندگی کے مختلف شعبہ جات میں خواتین اپنے فرائض بخوبی انجام دے سکتی ہیں اور دیتی آئی ہیں۔عہد اقدس اور خلافت راشدہ کے ادوار میں اس کی بکثرت مثالیں ملتی ہیں۔عہد نبوی میں خواتین کا انٹیلی جنس کا شعبہ،ملٹری کا شعبہ،اور باقاعدہ طور پر مدینہ منورہ میں پہلی اسپتال کی بنیاد خواتین نے ہی رکھی تھی۔اس سے معلوم ہوا کہ خواتین بھی مختلف شعبہ جات میں اپنے فرائض سرانجام دے سکتی ہیں لیکن اس کے ساتھ شرط یہ ہے کہ وہ اسلامی حدود و شرائع اور اصولوں کا مکمل طور پر خیال رکھیں۔الغرض یہ کہ اسلام نے عورت کو مکمل آزادی

دی ہے کہ وہ مختلف شعبہ جات میں اپنا حصہ ادا کر سکتی ہے لیکن جہاں اس کو میدانِ عمل میں آنے کی اجازت دی وہاں اس پر چند پابندیاں بھی عائد کی ہیں ان پابندیوں کا مقصد اس کی آزادی کو ختم کرنا نہیں ہے بلکہ عورت کو مکمل تحفظ دینا ہے۔

نتائج وسفارشات

1۔ خواتین کسی بھی شعبہ میں اہم کردار ادا کر سکتی ہیں۔

2۔ اسوہ صحابیات کے تناظر میں ایسے اصول و قوانین بنائے جائیں جہاں پر عورت مکمل تحفظ کے ساتھ اپنے فرائض سرانجام دے سکے۔

3۔ حکومتی سطح پر بھی اس طرح کے قوانین بنائے جائیں کہ ایک خاتون کس کس شعبہ میں اپنے فرائض سرانجام دے سکتی ہے۔

4۔ خواتین کے لئے علیحدہ شعبہ جات مقرر کئے جائیں جہاں پر وہ اپنے صنف کے لحاظ سے فرائض انجام دے سکیں۔

5۔ خواتین کے لئے کسی بھی شعبہ جات میں خدمت کے وقت ایسا لباس بنایا جائے جو اسے نسوانی خدوخال کے ظاہر ہونے سے بچائے۔ اور اس لباس میں اس کے پردہ کا لحاظ رکھا جائے۔

6۔ خواتین اپنے اخلاقی وشرعی حدود و قیود کی مکمل پابندی اختیار کریں۔

7۔ غیر شرعی شعبہ جات میں اپنی خدمات صرف نہ کریں۔

8۔ اپنی نسوانی صنف کے خلاف کسی بھی ایسے شعبہ میں خدمات انجام نہ دے جو اس کی صنف نازک کو نقصان پہنچانے کا باعث بنے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] ابن جارود، عبد اللہ بن علی، **المنتقی**، دار الاتاصیل، قاہرہ، ۲۰۱۴ء، ص:۲۵۹

ābn ğārwd، ʿbdāllh bin ʿali، ālmntaqa، dārlātāṣyl،qāiro,2014, p.259

[2] طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، **تاریخ الطبری**، بیت الافکار الدولیۃ، ص:۴۱۳

ṭbry، ābw ğaʿfar muḥmmad bin ğryr،tāry ālṭbry،byt ālāfkār āldwlyah،p.413

[3] ابن عبد البر، ابو عمر یوسف بن عبد اللہ، **الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب**، دار، الجیل، ۱۴۱۲ھ، ص:۱۸۶۹

ābn ʿbd ālbr،ābw ʿmr ywsf bn ʿbdāllh،ālāstyʿāb fy mʿrfh ālāṣḥāb،dār،ālğyl, ،1412H, P.1869

[4] ایضا، ص:۱۸۶۳

Ibiḍ, p.1863

[5] ابن ہشام، ابو محمد عبد الملک بن ہشام، **السیرۃ النبویہ**، ج:۱، ص:۶۵۷

ābn hišām, ābw muḥammad ʿabd ālmlik bin hišām ،ālsyrh ālnbwhy،vol.1, p.657

[6] ترمذی، محمد بن عیسی، **السنن الترمذی**، وزارۃ الشؤون الاسلامیۃ والدعوۃ والارشاد والسعودیہ، ۱۴۲۱ھ، ص:۳۸۴

tirmḏy, muḥammad bin ʿeysa, ālsnn āltrmḏy, wzārhālšwn ālāslāmyh wāldʿwh wāl āršād wālsʿwdiyah, p.384

7 ایضا،ص:۳۸۴

Ibiḍ,p.384

8 طب ابو داؤد، سلیمان بن اشعث، **سنن ابی داؤد**، دارالرسالۃ العالمیۃ، ۱۴۳۰ھ، ج:۴، ص:۳۹۲

ābw dāwd،slymān bn āšʿṯ ،snn āby dāwd،dārālrsālh ālʿālm,1430h, vol.4, p.329.

9 Government school of nursing (Kerala) vikas publishing house PVT LTD, 576, Masjid Road, Jangpura, New Delhi 110014

x Pathan Khan Chandio, The Essential of Community Health Nursing 2009, Ruhaan Publication, Urdu bazar karachi.

11 روحی البعلبکی، المورد **قاموس العربی انکلیزی**، دار العلم للملایین۔ بیروت، لبنان، 1995، ص:736

rwḥy ālbʿlbky,ālmwrd qāmws ālʿrby ānklyzy, dārālʿlm llmlāyin-byrwt،lbnān،1995, p.736

12 اعوان، حافظ محمد اکرام، **اسلام اور نرسنگ**، پی، این، کالج آف نرسنگ، کراچی، 2018، ص:115

āʿwān ،ḥāfẓ mḥmd ākrām،āslām āwr nrsng،P.N.College of Nursing, karachi, 2018, p.115

13 ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي، **الإصابة في تمييز الصحابة**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ، 1995ء، ج:8۔ ص:136

ābn ḥğr ālʿsqlāny aḥmd bin ʿly, ālaṣābh fy tmyyz ālṣḥābh, dārālktb ālʿlmyh,byrwt,1995, vol.8, p.136

14 ابن حجر العسقلاني، أحمد بن علي، **الإصابة في تمييز الصحابة**، دار الکتب العلمیہ، بیروت، 1415ھ، 1995ء، ج:8۔ ص:136

ābn ḥğr ālʿsqlāny aḥmd bin ʿly, ālaṣābh fy tmyyz ālṣḥābh, dārālktb ālʿlmyh,byrwt,1995, vol.8, p.136

16 القشیری، محمد بن مسلم، الصحیح المسلم، ص:880

Ālqšyry, muḥammad bin mslm, ālṣḥyḥ ālmslm, p.880

17 عبد المصطفیٰ اعظمی، **جنتی زیور**، ناشر مکتبۃ المدینہ، کراچی، ص:504

bd ālmṣṭfy āʿẓmy,ğnty zywr, nāšr mktbh ālmdynh,karachi, p.504

18 الجامع الصحیح البخاری، ص:711

ālğāmʿ ālṣḥyḥ ālbẖāry, p.711

18 بخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح البخاری**، دار ابن کثیر، دمشق، 2002ء، ص:712

bẖāry, muḥammad bin āsmāʿyl, ālğāmʿ ālṣḥyḥ ālbẖāry, dār ābn kṯyr, dmšq, 2002, p.712

19 الجامع الصحیح البخاری، ص:703

ālğāmʿālṣḥyḥ ālbẖāry, p.703

20 الصحیح المسلم، ص:915۔ محولہ بالا

ālṣḥyḥ ālmslm, p.915

21۔ ابن اثیر، اسد الغابہ فی معرفۃ الصحابہ، دار الکتب العلمیہ، 1415ھ، 1994ء، ج:7، ص:360

ābn āṯyr, āsd ālġābh fy mʿrfht ālṣḥābh, dārālktb ālʿlmyh,1994 ,vol.7, p.360

22۔ ایضا، ص:16

Ibiḍ, p.16

23 -اصابہ:128/8

āṣābh,p.128/8

24۔ابوداؤد، سلیمان بن اشعث، سنن ابی داؤد، دارالسلام، ریاض،1999ء،ص:661

ābwdāwd،slymān bin āšʿṯ, sunan āby dāwd, dār ālslām،ryāḍ,1999,p.661

25۔القرآن,سورۃالاحزاب،59

Āl-quran, āl-āḥzāb:59

26۔القرآن،سورۃالنور،31

Āl-quran, āl-nwr:31

27۔جامع الترمذی،ص:284

ğāmʿ āltrmḏy,p.284

28۔القرآن:سورۃالاحزاب،31

Āl-quran, āl-āḥzāb:31

29۔عادل اصلاحی،اسلامی طرز فکر،ص252

ādil āṣlāḥy, āslāmy ṭrz fkr,p.252

30 ۔القرآن؛الاحزاب۔32

Āl-quran, āl-āḥzāb:32

31 ۔الجامع الصحیح البخاری،ص:1296

ālğāmʿ ālṣḥyḥ ālbḫāry,p.1296